رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹

خط و کتابت کا پتہ:۔ الحکم عیدگاہ روڈ کراچی

جلد قدیم ۵۳ - نمبر ۱۹-۲۰ | ۷/۱۴ نومبر ۱۹۵۱ء مطابق ۷/۱۴ صفر المظفر ۱۳۷۱ھ | جلد جدید اول نمبر ۱۹-۲۰

الحکم کا خاص نمبر

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر الحکم کا خاص نمبر شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلی اعلان آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگر خدا ے تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا تو الحکم کا یہ نمبر اپنی قدیم روایات کے مطابق ایک شاندار نمبر ثابت ہوگا۔ اس پرچہ میں متعدد نادر و نایاب تصاویر ہوں گی۔ کتابت و طباعت کا خاص اہتمام کیا جا رہا ہے۔ ضخامت اور قیمت کا اعلان بھی آئندہ پرچہ میں کیا جائے گا۔

منیجر الحکم کراچی ۱۰

انصار الحکم

ادارہ الحکم ذیل میں ان احباب کے اسمائے گرامی کی دوسری فہرست شائع کر رہا ہے جنھوں نے تجارتی نقطہ نگاہ سے نہیں بلکہ الحکم کے بقا کے لئے ہمیشہ اپنے دل اور ہاتھ کو کھلا رکھا، جو چاہتے ہیں کہ عصر سعادت کی یہ یادگار زندہ رہے اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش پوری ہو کہ "الحکم ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے"۔ ادارہ اپنے معاونین کرام کے لئے اپنے دل میں جذبات امتنان پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے ان کی تائید کرے اور اپنے فضل و کرم کا انھیں وارث بنائے۔ آمین اور دیگر احباب کو بھی توفیق دے کہ وہ عہد سعادت کی اس یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے تعاون کر سکیں۔ آمین ثم آمین (ادارہ الحکم)

مکرم شیخ مسعود رشید صاحب لاہور
مکرم ڈاکٹر سرور علی صاحب امیر جماعت احمدیہ گلگت
" چوہدری عبدالغنی صاحب بی اے امیر جماعت احمدیہ گھیانہ۔
مکرم شیخ محمد اقبال صاحب پلیڈر بہاولپور
" چوہدری انوار احمد صاحب نرائن گنج ڈھاکہ
" ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب رانجھا۔ کراچی
" چوہدری رکن الدین صاحب ماڑی پور
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب کراچی
مکرم میاں نسیم حسین صاحب کراچی
" چوہدری احمد مختار صاحب کراچی
" ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کاملی۔ کراچی
" ڈاکٹر منظور احمد صاحب خورنہ
" ملک محمد الدین صاحب حاکم کبیر والا ملتان
" میاں عبدالحق صاحب راحہ کراچی
" محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت کلکتہ
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری کرامت اللہ صاحب کراچی
مکرم حامد حسن خاں صاحب دیناج پور
" لفٹننٹ قاضی منظور الحق صاحب کراچی
" نواب علی محمد صاحب سیالکوٹ
مکرم حکیم انوار حسین خاں صاحب خانیوال
" چوہدری غلام غوث صاحب علی پور
" نذیر احمد صاحب تتال پور
" عبدالحمید صاحب گرداور قانو گو حویلی
" چوہدری غلام رسول صاحب چک نمبر ۹۹ گودھا

مکرم چوہدری غلام حسین صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر جہلم
محترمہ امۃ الرحمن بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ نصرت گرلز اسکول ربوہ
مکرم شیخ محمد یونس صاحب لائل پور
" ڈاکٹر اقبال احمد صاحب مظفر گڑھ
" کرنل ملک سلطان محمد خاں صاحب کوٹ فتح خاں۔
مکرم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نواب شاہ سندھ
" ڈاکٹر گوہر دین صاحب ٹمن
" شیخ محمد اکبر صاحب ریٹائرڈ منڈ ضلع لاہور
" کیپٹن ڈاکٹر محمد حی صاحب ننکانہ صاحب
" ماسٹر غلام احمد صاحب لگرالی
" چوہدری فضل احمد صاحب چک ۱۰ مخدوم رشید
" " مبارک احمد صاحب بیٹا و رچھاؤنی
" ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گریانوالہ
" محمد یوسف صاحب بی اے بی ٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ
" راجہ فضل داد خاں صاحب ڈھلوال
" چوہدری فیض احمد صاحب چک ۲۲ ضلع منٹگمری
" سردار عبدالحمید صاحب سکریٹری ایشو افریقن کمیٹی کراچی۔
مکرم میر عبداللہ صاحب جمعدار بے عالمگیر
" راجہ محمد امیر خاں صاحب چک نمبر ۲۸۷
" چوہدری تاج الدین صاحب طالب آباد سندھ
" شیخ محمد محسن صاحب لائل پور
" سلیمان علی صاحب سمندری ضلع لائل پور

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے

میرے محترم بھائیو!

میں یقین کرتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک الحکم کی قدر و قیمت کا احساس رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے وجود سے تم نے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا اور اپنے آقا و محبوب کے کلمات، طیبات سے اپنے قلوب کا تزکیہ کیا۔ مجھے اس خصوص میں کچھ کہنا نہیں میں اس پرچم کو اپنی زندگی میں لہرائے رکھنا چاہتا ہوں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب میں اس کو زندہ رکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔

اس کی راہ میں مشکلات ہیں۔ مگر میں ان مشکلات کا آخری وقت تک مقابلہ کروں گا بفضلہ تعالیٰ۔ میں آپ کو کسقدر اصرار سے بھی کہہ سکتا ہوں کہ الحکم کے بقا و استحکام کے لئے میرا ہاتھ بٹاؤ۔ اس لئے اور صرف اس لیے کہ وہ حدیث محبوب کو دہراتا ہے۔ اس لیے اور صرف اسلیے کہ وہ عصر سعادت کی یادگار ہے۔ اس لیے اور صرف اس لیے کہ احمدیت کے قصر صداقت کی بنیادی اینٹوں میں سے ایک اینٹ ہے اس لیے اور صرف اس لئے کہ وہ اس روح کو زندہ رکھنا چاہتا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کا موجب ہے۔ اور وہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کی اشاعت۔

عصر سعادت کے سابقون والاولون کے افکار خیر!

جہاں آپ اپنی ضرورتوں پر سیکڑوں اور ہزاروں خرچ کرتے ہو الحکم کے بقا کے لیے آگے بڑھو اور اس کی اعانت کو اپنا ایک روزمرہ کا فریضہ یقین کرو۔ مجھے اپنے عصر سعادت کے بھائیوں سے امید ہے کہ وہ جہاں کہیں ہیں اور ان کو یہ پیغام پہونچ سکے گا تو اپنے ایک خادم قدیم کو مایوس نہ کریں گے۔ میں بعض مخلص صحابہ کو جن کا پتہ مجھے معلوم ہوگا انفرادی طور پر بھی لکھوں گا۔ اس کے بعد مجھے اس بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے۔ جیسے ہو سکے گا ہم اس کو انشاء اللہ جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

عرفانی الکبیر۔ از سکندر آباد (دکن)

معذرت

گزشتہ دو ہفتوں سے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس وجہ سے ۲۱/۲۸ اکتوبر کا پرچہ وقت پر شائع نہیں ہو سکا میں قارئین الحکم سے اس تاخیر کی معذرت چاہتا ہوں (ایڈیٹر)

چندہ ارسال کرتے وقت کوپن پر اپنا مکمل پتہ ضرور تحریر کیا کریں اور چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا کیجئے

کائنات میں انسانی مقام نمبر (۳)

(۷)

میں نے پچھلے نمبر میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اولوالالباب کے متعلق بتایا ہے کہ وہ عقلی قوتوں کے صحیح استعمال سے قوت ذکر و فکر کے ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہ ہر شے کے متعلق ایک یقین کامل رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے باطل پیدا نہیں کیا اس یقین کے ساتھ وہ جب اس ہدایت پر غور کرتا ہے کہ یہ تمام کائنات میرے نفع کے لئے پیدا کی ہے۔ تو قدرتی طور پر حصول منفعت کے لئے اس کی استعدادوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے لیکن گر وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے استعدادی قوتوں میں امتیاز یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تمام انسان ایک ہی قسم کی استعدادیں فطرتاً لے کر آتے ہیں انہیں امتیاز عمل سے پیدا ہوتا ہے جو شخص ان استعدادوں سے کام لیتا ہے اسکی قوتوں میں نشو و نما ہوتا ہے اور وہ کائنات سے اس منافع اور برکت کو حاصل کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہے اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ مساوات انسانی کے مسئلہ کو امتیازات زندگی کے دیتے ہوئے مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے اس امتیاز اور فرق کو دیکھ کر ایک غلط عقیدہ تجویز کر لیا جو

تناسخ کے نام سے مشہور ہے

تناسخ کے متعلق یہاں کچھ بیان نہیں کرنا ہے ورنہ میں بتاتا کہ پچھلے گناہوں کی سزا بھگتنے اور تکمیل نفس انسانی کے لئے اس دنیا میں واپس آنے کی ضرورت نہیں اور یہ حقیقت خود کائنات کے مشاہدہ سے معلوم ہو جاتی ہے کہ کائنات کی کوئی چیز اپنی تکمیل کے لئے پیچھے نہیں آتی بلکہ آگے جاتی ہے۔

غرض استعداد انسانی نشو و نما اور ان کے ثمرات و برکات کے لئے قرآن کریم نے خود ایک اصل بتا دیا جیسے یہ فرمایا کہ کائنات کو انسان کے نفع کے لئے بنایا اور جیسے یہ بتایا کہ کسی چیز کو باطل پیدا نہیں کیا وہاں یہ بھی فرما دیا کہ انسان کے نفع اور نقصان کا مدار اس کے عمل پر ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے سورۃ بقرہ آخری رکوع

ماکسبت وعلیہا ما اکتسبت

یعنی جو اچھے اعمال کرے اسکو ہی اچھا بدلہ ملیگا اور جو برے اعمال کرے اس کا برا نتیجہ اسی پر ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی تقدیر کا آپ معمار ہے اسکی عزت آسائش کی زندگی اور اس کی عزت و شکست اس کے اپنے ہاتھ کی کارسازی ہے قرآن مجید کی یہ آیت جہاں ایک طرف قوت عمل کے ثمرات کو ظاہر کرتی ہے وہاں خود انسان کے مقام کو بھی نمایاں کرتی ہے۔

(۸)

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کسی چیز کو باطل پیدا نہیں کیا بعض لوگ جو حقیقت آشنا نہیں ہوتے وہ اپنی فطری قوتوں سے کام نہیں لیتے وہ کہہ دیتے ہیں کہ کائنات میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں جو انسانی ہلاکت کا باعث بنتی ہیں اور وہ انہیں حقیقت کی بجائے باطل بکام کرتا نظر آتا ہے افسوس ہے کہ انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کو انسان کے نفع کے لئے بنایا ہے اس لئے ناممکن ہے کہ جن اشیاء کو وہ مہلک اور خطرناک سمجھتے ہیں وہ مضر اور مہلک ہوں۔

ورنہ نعوذ باللہ قرآن مجید کا یہ فیصلہ نعوذ بے معنی ہو جائیگا اور ہو نہیں سکتا اصل حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں مضر نہیں لیکن اس کے صحیح استعمال کی ضرورت ہے اور اس کے منافع اور مفاد کی اللہ تعالیٰ نے انسانی ظاہری نقصانات کے رنگ میں حفاظت کی ہے میں اس صداقت کو ایک مثال سے واضح کروں گا۔ مثلاً کائنات میں مختلف قسم کی سمیات ہیں جیسے [illegible] اب تو طبی تحقیقاتوں نے مختلف قسم کے مرکبات سے نئی اضافہ کر لیا ہے یا مختلف قسم کے درندے اور حشرات الارض ہیں جو حیات انسانی کے لئے مہلک اور خطرناک سمجھے گئے ہیں۔

لیکن جب انسان نے قوت فکریہ سے کام لیا اور ان زہروں کے متعلق تحقیقات کا سلسلہ شروع کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بے شمار منافع کو لئے ہوئے ہیں۔

کچلہ اور سنکھیا خطرناک قسم کے زہر کہلاتے ہیں لیکن کیا یہ حقیقت کہیں ہٹ گئی کہ کچلہ اعلیٰ قسم کا ٹانک ہے۔ اعصابی اور قلبی اور انتڑیوں کے مختلف امراض میں نافع ثابت ہوا ہے اور اسی طرح سے سنکھیا کے مختلف مرکبات اور مختلف طریقوں سے اس کا استعمال انسانی زندگی کے لئے نافع اور مفید حیات ہو جاتا ہے اور ہوتا ہے آئے دن اس کے تجربے ہوتے اور تسلی بخش نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

اور یہ سب قرآن کریم کی صداقت کا ایک ایسا ثبوت ہیں کہ انکار کی گنجائش نہیں اور بے اختیار انسان کو قرآن کریم کے الفاظ میں اقرار کرنا پڑتا ہے

ربنا ما خلقت ھذا باطلا

(۹)

اس دعا کو قرآن کریم اولوالالباب کی دعا کا ایک جزو قرار دیا ہے کہ حقیقت فکری قوتوں کی تربیت سے ایک شاہراہ بن جاتی ہے۔

اسی ذیل میں وہ تمام حشرات الارض جنکو زہریلے جانور کہا جاتا ہے آجاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تصور انسانی فہم و تدبر کا ہے جن لوگوں نے قرآن مجید کی صداقت کو پیش نظر رکھ کر کہ کوئی چیز باطل نہیں کیگئی اور سب کچھ انسان کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے تجربہ کا سلسلہ جاری کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ

یہ ایک ناقابل تردید صداقت ہے

یہ ایک وسیع مضمون ہے قرآن مجید نے سخر لکم اور ما خلقت ھذا باطلا کہہ کر علمی تحقیقاتوں کا ایک دروازہ کھول دیا ہے اور جن اشیاء مخلوقہ کی تسخیر کا قرآن کریم نے نام لے کر ذکر کیا ہے ان کے لئے تحقیقات کا دروازہ آسانی سے کھولا ہے کیونکہ ان کا نام لے دیا ہے جیسے فرمایا

(۱) سخر لکم البحر (۲) سخر الشمس والقمر

(۳) سخر الجبال (۴) سخرنا لہ الریح

قرآن کریم کی اس قسم کی آیات پر غور کرو تو ایک بے پایاں سمندر تحقیقات کے لئے موجود ہے اور آج قرآن کریم کی اس صداقت کا ثبوت مادی رنگ میں موجود ہے۔ علم البحر (۲) علم البحار اور علم الجبال (۳) انکشافات شمسی نے ایک نئی دنیا پیدا کر دی ہے ذوق مضمون طول بیان کی طرف لے جا رہا ہے میں بیان کر رہا تھا کہ وہ حشرات الارض جن کو زہریلے کہا جاتا ہے اور فی الواقع انمیں زہر بھی ہے جیسے سانپ بچھو وغیرہ گو وہ زہریلا ہے اس کا صحیح استعمال زبان بنا دیتا ہے۔

سانپ کے زہر سے تو اب مختلف قسم کے امراض کا علاج ہو رہا ہے دور جانے کی ضرورت نہیں بمبئی ہی میں اس کے لئے ایک بہت بڑی لیبارٹری تیار کی گئی ہے [illegible] زہر سے شفا بخش اور حیات بخش دوائیں تیار کی جاتی ہیں یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اور اس پر ایک مبسوط کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

قرآن کریم میں شہد کی مکھی کے پیدا کرو۔ شہد کے متعلق تو فرمایا ہی ہے۔

فیہ شفاء للناس

لیکن خود مکھی کا ڈنگ جو بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے اسکے زہر سے بھی مختلف امراض کا علاج کیا جاتا ہے میرا اپنا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ قرآن مجید نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ اپنے اندر ایک قوت شفا اور قوت انقلاب رکھتا ہے۔ اور یہ صداقت اب آفتاب کی طرح روشن اور ثابت ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو باطل نہیں کیا

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے میں ایک بات اور کہہ جانا چاہتا ہوں اور اسکی طرف قارئین کرام کی توجہ دلاتا ہوں کہ جب مومن کامل یقین کے ساتھ اسی صداقت کا اظہار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو خطاب کرتا ہے

ربنا ما خلقت ھذا باطلا

ربوبیت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ وہ تربیت کرے اور دوسرے منافع کو لئے ہوئے ہے اور اس میں تدریجی نشو و نما جس کو ارتقا کہتے ہیں) کا اظہار ہے۔

گویا اس خطاب میں بتایا اس نکتہ معرفت کو بتایا ہے کہ یہ تخلیق الاشیاء نہ صرف انسان کے مفاد کے لئے ہے بلکہ یہ ارتقائی حقیقت کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ اور یہ حشرات الارض وغیرہ زمین کی ابتدائی حالت کی درستی اور دوسرے امور جو انسان کی رہائش کے لئے ضروری تھے انہیں مدد ہوں۔ جن لوگوں نے مسئلہ ارتقاء پر بحثیں کی ہیں وہ اس کے متعلق شرح و بسط سے لکھتے آئے ہیں اور قرآن مجید بھی انسان کی ابتدائی تخلیق کو علق سے شروع کرتا ہے غرض یہ ایک زبردست صداقت ہے جو علمی رنگ میں قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی ایک ناقابل تردید دلیل ہے اس قدر بیان کے بعد میں پھر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ

کائنات میں انسان کا مقام کیا ہے؟

(اگلے نمبر میں پڑھو)

عرفانی الکبیر

میری نئی تالیف

میری تالیفات کے سلسلہ میں کتاب اخلاق والاداب کا پہلا حصہ مطبع میں جا رہا ہے اس حصہ میں میں نے اسلامی آداب کو قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں حضور کے اسوہ حسنہ کیساتھ پیش کیا ہے یہ کتاب انشاء اللہ العزیز ایک مفید اور بابرکت ہوگی اور انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے گی۔ اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شان کو نمایاں کریگی جو بحیثیت ایک مودب کے آپکو حاصل تھی۔ یہ کتاب دراصل ایک قسم کی اسلامی ایٹی کیٹ ہے پہلا حصہ غالباً ۱۶ اجزو تک ہوگا۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک اس کتاب کے شائع ہو جانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم پر بھروسہ کر کے امید کرتا ہوں۔ یہ کتاب تعلیم و تربیت کے شعبہ تربیت کیلئے ہر گھر میں ہونی چاہئے اور زندگی کے ہر شعبہ کو اس سانچہ میں ڈھالنا باعث برکت ہوگا۔ پاکستان کے احباب دفتر الحکم عیدگاہ روڈ کراچی کے پتہ پر درخواستیں بھیجدیں تاکہ ان کے نام درج رجسٹر کر لئے جائیں اور ہندوستان کے احباب عرفانی الکبیر الدین بلڈنگ سکندرآباد کے پتہ پر۔ جماعت کے سکرٹریاں تعلیم و تربیت خدام الاحمدیہ کے قائدین اور اطفال کے نگران انصار خصوصاً توجہ کریں۔

کتاب چھپ کر نومبر کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگی۔

قیمت ہندوستان و پاکستان میں دو روپے علاوہ محصولڈاک

عرفانی الکبیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(۱)

تزکیہ نفس کا طریق

میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی کسی کو حاصل نہ ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ، اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دئیے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہے۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر ایک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔

(حضرت مسیح موعود)

(۲)

کلمات طیبات
تبتل الی اللہ کا انتہائی کمال

جب انسان خدا تعالیٰ کے احسانات سے بڑا متاثر ہو کر دن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخری انتہائی نقطہ اس کے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آ کر اور جسم کو جو تخت گاہ نفس ہے اور فتنہ جسمانیہ سے دھو کر ایک صفی خطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گزارش نفسی کے بدر رہ جاتی ہے۔ اور اطاعت کاملہ مولیٰ میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچ کر عند اللہ اس کا حق ہوتا ہے جو اس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جاوے یہ معنی ایک طرح سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو دین ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ

لا مھدی الا عیسٰی

یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے۔ جو اول عیسیٰ بن جاوے یعنی جب انسان تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کر لے کہ فقط روح رہ جاوے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک **روح اللہ** ہو جاتا ہے۔ اور آسمان میں اس کا نام **عیسیٰ** رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اس کو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اس کو وہ پیدائش عطا کرتا ہے پس درحقیقت **تزکیہ** اور **فنا فی اللہ** کا کمال یہی ہے کہ **ظلمات جسمانیہ** سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جاوے یہی مرتبہ عیسویت ہے جس کو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کامل طور پر عطا کرتا ہے۔

(نشان آسمانی)

(۳)

مرد فانی کی دعا کی تاثیرات

جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کر دیتا ہے تب اس **مرد فانی** کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جس سے کام بن جائے۔ یہ دعا اگرچہ بہ عالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ مگر درحقیقت وہ **انسان خدا میں فانی** ہوتا ہے۔ اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے اس وقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا جس سے خدا تعالیٰ پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دعا کرنے والے کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آ جاتا ہے۔ اور دعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے۔ اور کم سے کم یہ کہ صبح آسمانی کی طرح قبولیت کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔

(ایام الصلح)

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(۴)

اے دوستو اگر تم چاہتے ہو کہ شیطان کے ہاتھ سے بچ کر آخری سفر کرو تو کسی انسان کے خوارق العادت خصوص سے مخصوص نہ کرو کہ یہی وہ گندہ چشمہ ہے کہ جس سے شرک کی نجاستیں جوش مار کر نکلتی ہیں تم اس سے اپنے آپ کو اور اپنی ذریت کو بچاؤ کہ تمہاری نجات اسی میں ہے

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۱۱)

(۵)

اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان کو بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے۔ کہ تسبیح کے دانوں کی طرح سے وحدت جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں۔ تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جائے۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اس کو قوت دے۔ حتیٰ کہ حج بھی اسی لئے ہے۔

اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتداء اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اول یہ حکم دیا کہ ہر محلے والے پانچ وقت نمازوں کو محلہ کی مسجد میں مل کر ادا کریں تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل کر کمزوری کو دور کر دیں۔ اور آپس میں تعارف ہو کر انس پیدا ہو جائے۔

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لئے یہ تجویز تشریعی ہوئی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر **تعارف اور وحدت** پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جائیں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین کے لئے یہ تجویز ہوئی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر باہر کھلے میدان میں . . . . مل کر نماز ادا کریں۔ تاکہ **تعارف اور انس بڑھ کر وحدت جمہوری** پیدا ہو اور پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں غرضکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپس میں الفت اور انس ترقی کرے۔

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء)

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

(از قلم: حضرت مفتی محمد صادق صاحب):-

مصائب کا علاج خودکشی نہیں خدا - ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دنیوی مصائب سے تنگ آ گیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خودکشی کر لوں۔

فرمایا ہرگز ایسا نہ کرو شاید تم خیال کرتے ہو کہ مر جانے سے انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو یہ خیال بالکل غلط ہے موت نقل مکان کا نام ہے تمہاری شامت اعمال تمہارے ساتھ چلے گی۔ اور اگر خدا کو تم نے راضی نہیں کر لیا تو وہ مصیبت اس سے بڑھ کر ہوگی۔

آپکی توجہ آپ کا کام زیادہ تر یہ تھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لوگوں کے دل میں قائم کر دیں اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپکو بہت سے معجزات اور کرامات اور خوارق عطا کئے ہیں آیات و نشانات ہیں جو اس زمانہ میں ایمان کو تازہ کرتے ہیں اپنی جماعت کے احباب پر لازم ہے کہ ان نشانات کو کثرت سے لوگوں کو سنایا کریں۔ اور ان کی اشاعت کیا کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ تازہ دلائل ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے لوگوں کیواسطے قائم کر دیئے ہیں۔ اس اصل کی طرف توجہ ہونیکے سبب حضرت فروعات کی طرف کم متوجہ ہوتے تھے ایکدفعہ ایک شخص نے بیعت کی وہ داڑھی منڈواتا تھا کسی نے حضرت کے پاس شکایت کی کہ فلاں شخص داڑھی منڈواتا ہے اسکو سمجھایا جائے۔ آپنے فرمایا مجھے تو لوگوں کے ایمان کی فکر ہے تم داڑھی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ داڑھی رکھنا بے سود ہے بلکہ حضور کا منشا ظاہر ہے کہ جب درخت کی جڑ کو پانی دیا جاتا ہے تو سب شاخوں اور پتوں کو خود بخود پہنچ جاتا ہے۔

ایمان سارے مذہب کی جڑ ہے جب ایمان دلمیں قائم ہو جائیگا تمام آثار ہر جگہ نمودار ہونگے اگلے دن کا ذکر ہے کسی شہر میں چند واعظین سلسلہ مقرر کرنیکی ضرورت تھی ہاں حق واعظین کے نام تجویز کئے گئے۔ انمیں سے ایک صاحب ایسے بھی تھے جو ڈاڑھی کی صفائی کیا کرتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اسلامی واعظ تو ایسا ہونا چاہیئے جس کے چہرے سے مسلمان ہونیکا ثبوت ہو۔

غیر احمدیوں پر فتح میری بیعت کے ابتدائی سالوں میں مجھے ایک صوفی منش ملے جو اکثر صوفیا سے ملا کرتے تھے۔ یہ معلوم کر کے کہ میں نے مرزا صاحب سے بیعت کی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تم جلد عیسائیوں آریوں وغیرہ اقوام مخالفین اسلام کے جواب دینے میں ایک خاص طاقت حاصل کرو گے۔ میں نے کہا یہ آپکو کس طرح معلوم ہوا انہوں نے جواب دیا آپ نے جس شخص کی بیعت کی ہے اسکی توجہ ادیان باطلہ کے شکست کرنے کی طرف بہت بڑی ہوئی ہے اور مرشد کی توجہ کا اثر مریدین پر پڑتا ہے۔

دینی محنت یہ جو دعا قرآن شریف میں سورہ بقر کے آخر میں سکھائی گئی ہے کہ ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اے رب ہمیرو وہ بوجھ نہ ڈال جسکی ہمکو طاقت نہ ہو اسکی تفسیر میں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ ہر کام میں اپنی پوری طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے کیونکہ دعا میں یہی سکھایا گیا ہے کہ ہماری طاقت سے زیادہ ہمپر بوجھ نہ ہو۔ یہ نہیں سکھایا گیا کہ ہماری طاقت کے برابر بھی نہ ہو مومن کو چاہیئے کہ اپنی طاقت بھر خدا کی راہ میں اپنے آپکو تیار رکھے۔ اور حضرت کا اپنا طریق عمل ایسا ہی تھا۔ دین اسلام کا بول بالا کرنیکی جو دھن آپکو تھی اس کے مقابل میں ہر قسم کا آرام جان و جسم آپنے اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سخت گرمی کے دن تھے آپ کوئی کتاب تائید اسلام میں لکھ رہے تھے چند دوست دوپہر کے قریب آپ سے اجازت طلب کر کے آپکے کمرے میں حاضر ہوئے ایک نے عرض کی کہ حضور گرمی بہت ہے حضور کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ کمرے میں ایک پنکھا لگوا دیا جائے تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ تجویز تو اچھی ہے۔ اگر پنکھا لگا اور ٹھنڈی ہوا چلی تو پھر نیند آ جائے گی۔ اور سو رہنے کو جی چاہے گا۔ تو ہم تو آگے ہی سوئی ہوئی ہے۔ ہم بھی سو رہے تو دین کی تائید کون کریگا۔ بعد میں حضور کے الہامات اور کلمات چھپا کرتے تھے ان کے مضمون یا پروف میں حضور کو بھیجا کرتا تھا۔ خود سارا پروف بڑے غور سے پڑھا کرتے تھے۔

جب کوئی مضمون لکھنے بیٹھتے تھے تو تائید اسلام کے شوق میں ایسے محو ہو جاتے تھے کہ اپنی بیماری اور کمزوری کا خیال ہی بھول جاتا تھا بسا اوقات مضمون لکھتے لکھتے دوران سر کا دورہ آ پڑتا اور ایسے بیہوشی کی سی حالت گرجاتے تھے اور پھر بہت دبلتے اور ہاتھ پاؤں ملنے سے دیر کے بعد آرام ہوتا تھا مگر افاقہ پا کر پھر اسی کام میں مشغول ہو جاتے تھے بعض دفعہ ساری ساری رات مضمون لکھتے گذر جاتی تھی اور ایسی ایک شب مجھے بھی حضور کیساتھ گذارنیکا فخر حاصل ہوا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ میرے پیارے دوست مرحوم مرزا ایوب بیگ صاحب زندہ تھے۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات کو جنت میں بلند کرے۔ حضرت نے ایک نہایت ضروری مضمون لکھنا تھا جس کا صبح تک تیار ہو جانا نہایت ضروری تھا عشاء کے قریب ایوب و صادق کو حکم ہوا حضرت مضمون جلدی جلدی لکھتے جائیں گے۔ جس کا صاف کرنا ضروری ہے اسواسطے ایوب بیگ لکھاتے جائیں گے اور محمد صادق لکھتا جائیگا چونکہ حضرت میرے مرزا خدا کو پسند فرماتے تھے اسواسطے یہ فخر بھی مجھے حاصل ہوا دنیا دار تو کہا کرتے ہیں۔ کہ روشنی طبع تو برمن بلا شدی مگر مسیح موعود کے قدموں کے طفیل میرے خدا کی مخلوق پر آئے من رحمت شدی والا معاملہ ہو گیا عشاء کے بعد ہم اندر کے مکان میں بیٹھ گئے لکھتے لکھتے فجر ہو گئی۔ موذن نے بلند آواز اللہ اکبر کہا تو حضرت نے قلم ہاتھ سے رکھدیا۔ ہمارا تو یہ حال تھا کہ خیال ہوتا تھا کہ موذن نے غلطی کھائی ہنوز اذان کا وقت کہاں سے

موذن بانگ بے ہنگام بر داشت
نمی داند کہ چند از شب گذشت است

ابھی تو مت تھوڑا ہی وقت گذرا ہے کہ ہم لکھنے بیٹھے تھے۔ مگر رات بھر کی کوفت نے دور معلوم نہیں کتنی ایسی شب حضرت نے پہلے گذاری ہوں گی۔ حضور کی طبیعت پر ایک خوفناک اثر کیا اچانک ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ اور دوران سر ہو کر آپ گر گئے۔ بہت دیر کے بعد آرام آیا تو پھر آپنے قلم دوات لے لی۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ماموروں کی زندگی معمولی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ انکی ہر حرکت و سکون قرآن را دلنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکھا کرتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو حکم نہ ہوتا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ لفرماتی لیکن بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم کیساتھ مامور کی ہر حرکات کو دیکھنے کے عادی ہوں جب سے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دار الامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنیکا ایک جوش شوق دے رکھا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں کہ میں اس پاک لائف کے مواد کو جمع کر رہا ہوں انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں:۔

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلیحضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین میں سے آپکی عملی زندگی کا وہ حصہ بھی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں آؤ میں تمہیں آپکی ایک اندرون خانہ علیحدگی کے حالات سناؤں یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو ان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہو تب ہے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرنس دیکر امرتسر والیس آئے ہیں آپکے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا کسی نے کہا میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں۔ وہ جسے نے کہا انکو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہ ہو فیل ہو جاؤں۔ اس پر حضرت میاں صاحب سے کی سبقت ہی پیار کرنے والے کہا کہ آپ دعا کریں یہ پاس ہو جاویں۔ اس پر اعلیحضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ آپ زر سے لکھا جائے تو اس کی پوری قدر نہیں ہو سکتی یہ فقرات آپکی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں۔ اور آپکی پاک سیرۃ کو عیاں کئے دکھاتے ہیں:۔

فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے ہم ایسی باتوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ ہم کو نوکری کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاویں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ علوم متعارفہ میں کسقدر دستگاہ پیدا کر لیں جو خدمت دین میں کام آئے۔ پاس فیل سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض:۔

ان فقرات پر غور کرو کیا کسی دنیا دار اور دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہو اپنے مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اس کے اردگرد نہیں ہے اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کسی دلیل کی ضرورت ہی کہ برخلاف انبیاء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے لئے ایسی امتحانی منزلوں کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں۔ اور انکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے نہیں ڈرتے:۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس قسم کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ تو آپکی زندگی میں آج سے بارہ تیرہ سال پیشتر کا ہے ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہ کہہ اٹھے کہ اس وقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پرواہ نہیں تھی۔ اس لئے ایسا فرمایا لیکن میں ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اس قدر خدام گرد و پیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے۔ اور گوشہ گمنامی میں اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے اسوقت جناب خانبہادر مرزا سلطان احمد صاحب حال ای۔ اے۔ سی گوجرانوالہ جو اعلیحضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں امتحان تحصیلداری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ وضو کر رہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد کا عریضہ ملا۔ آپنے وضو کرتے ہوئے دیکھا اور نہایت نفرت و کراہت کیساتھ اسے چاک کر کے پھینکدیا اور فرمایا میں ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔ مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے اسکے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائیگا۔ یہ خدا کا فضل تھا۔

غرض جہاں تک آپکی لائف میں نظر کرتے جاویں اس قسم کے ہزاروں واقعات ملیں گے۔ مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تراوت فرماتے ہیں کہ میاں محمود کا واقعہ سنکر میرے دل میں آپکے منجانب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ اسلئے کہ جیسا میں ہر موقعہ پر دیکھتا ہوں اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ کبھی متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت میں بہت کراہت پیدا ہوتی ہے لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلاء میں محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا ہے اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے۔

اس وقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کا یہ واقعہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے لئے ایک پیشگوئی کا رنگ رکھیگا حضرت میاں صاحب اس امتحان میں فیل ہوئے اور خدا کے حضور کامیاب ہو گئے خدا تعالیٰ نے تبلیغ و اشاعت دین آپ سے وہ کام لیا جو ہم سب دیکھ رہے ہیں اور خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ ہم اس کے خدام میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس اولوالعزم کے ارادوں میں برکت دے (آمین)۔

اطلاع ضروری

جب تک الحکم کی اشاعت میں مشکلات ہیں۔ دو دو نمبر شائع ہونگے۔ یہ احباب پر موقوف ہے کہ وہ اسکی اشاعت میں آسانیاں پیدا کرنیکے لئے تعاون کریں تاکہ ھفتہ وار باقاعدہ شائع ہو سکے۔

تاثرات ملفوظات و مکتوبات صحابی

ایام علالت کے بعض ملفوظات

اگست ۱۹۴۷ء کے اواخر میں حضرت مخدوم الملۃ کی گردن کے نیچے پشت پر اولاً ایک پھنسی نمودار ہوئی اس کا منہ سرخ تھا اس میں از بس جلن تھی اور اس کے ارد گرد کا حصہ متورم تھا طبی تشخیص یہ ہوئی کہ یہ کاربنکل ہے مکرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ رضی اللہ عنہ یہاں موجود تھے انہوں نے آپریشن کیا اسی سلسلہ علالت میں جو لمبا ہو گیا بالآخر اس سے صحت پا کر ذات الجنب سے فوت ہو گئے ان ایام علالت میں ایک دن فرمایا

"خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے موت کا ذرا بھی خوف نہیں وہ تو ایک پل ہے جس پر سے سب نے گذرنا ہے اور ہمارے لئے تو ملاقات یار کا ذریعہ ہے۔ مگر میرے دل میں ایک کرب ہے کہ خدمت دین کیلئے ایک مضمون شروع کیا تھا وہ ابھی نا تمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جائے میں نے اپنے دل میں اس تکلیف اور گھبراہٹ کے وقت یہی نظر کی الحمد للہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے میں ذرا بھی اپنے نفس کو دھوکا نہ دیا۔"

یہ الفاظ اس حالت کے ہیں جب کہ آپ پر عمل جراحی ہو چکا تھا۔ اور انتہائی کرب و تکلیف میں آپ کے دن اور راتیں گذر رہی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی خیال دماغ میں ہے اور کوئی آرزو ہے تو وہ

خدمت دین کی

یہی تو وہ اخلاص اور جذبہ تبلیغ کا جوش تھا۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے قدر فرمائی اور **مسلمانوں کے لیڈر** کا خطاب دیا (رضی اللہ عنہ و نور اللہ مرقدہ)

فرمایا حضرت صاحبؓ رضی اللہ عنہ نے

مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی نوٹ بک میں اس کو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت امام صادق حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا کہ آپکی غرض دنیا میں آنے کی کیا ہے آپ نے فرمایا۔

"میں اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں"

ایک اور بات بھی ہے جو میری نوٹ بک میں درج ہے اور وہ واقعہ اسی جالندھر کا ہے ہماری جماعت کے ایک آدمی ہمارے بھائی منشی محمد اروڑا (رضی اللہ عنہ۔ عرفانی) صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے۔ آپ نے جو جواب اس کا فرمایا بہت ہی لطیف اور سلیس ہے۔ کہا

"ایمان دو قسم کا ہوتا ہے موٹا اور باریک موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک ایمان یہی ہے کہ میرے پیچھے ہو لے"

ماخوذ از رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء مرتبہ عرفانی الکبیر

آج ہم ۵ سال بعد جب میں اس اقتباس کو الحکم میں دے رہا ہوں میرا دل اور میری زبان اللہ تعالیٰ کے حمد سے معمور ہے۔ کہ اس نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ کہ میں نے ان حیات بخش کلمات کو محفوظ فرمایا۔ سلسلہ کی تاریخ میں یہ پہلی رپورٹ ہے۔ جو مرتب ہوئی اور اسکی سعادت خاکسار عرفانی الکبیر کے حصہ میں آئی الحمد للہ۔ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً)

گزشتہ صحبتوں کی یاد

دائرۃ التالیف شبلی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مولانا شبلی مرحوم ہر چند ہمارے سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ میں نے اس سلسلہ کے متعلق اخلاق جرات کی بعض کمزوریوں کو اس وقت خصوصیت سے مشاہدہ کیا تھا جبکہ میں لکھنؤ کے جلسہ ندوہ میں حضرت اولوالعزم اور دیگر بندگان ملت کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔ بایں میرا اپنا خیال ان کے متعلق یہ ہے کہ وہ تصنیف و تالیف کے نہ صرف شوقین تھے بلکہ وہ مفید اور پر از معلومات تالیفات کرنے والے تھے۔ ایک زمانہ میں انہوں نے دائرۃ التالیف نام رسالہ جاری کرنے کا ارادہ کیا۔

شبلی صاحب حضرت حکیم الامۃ مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت رکھتے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ کو بھی وہ اشتہار بھیجا اور اس رسالہ میں گویا مضمون نویسی کی شرکت چاہی بظاہر یہ ایک عمدہ اور خوشنما بات تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جب یہ معاملہ پہنچا تو آپ نے نہایت نفرت کی نظر سے شرکت کو دیکھا۔

اس کی کیفیت خود حضرت صاحبیؓ نے لکھی ہے۔ سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ واقعات پوری تفصیل سے ہوں گے۔ اس سے اس سوال کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ مل کر یہ سلسلہ کس حد تک کام کر سکتا ہے؟ آج اس سوال پر مباحثے ہوتے ہیں مگر حضرت صاحب کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے یہی ایک راہ ہے جو کسی قوم کو اولوالعزم اور کارکن بنا سکتا ہے۔ ورنہ دوسروں میں جذب ہو کر ایک دریا بھی اپنے اثر اور نام کو کھو لیتا ہے تو ایک قوم کا مٹ جانا کیا بات ہے۔ اپنی ہستی کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو آپ کام کرو اب میں بدوں کسی لمبی تمہید کے اس کیفیت کو حضرت عبد الکریم صاحب کے الفاظ میں درج کر دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

"مولوی شبلی نے ایک اشتہار نکالا ہے کہ ایک رسالہ بنام دائرۃ التالیف جاری کیا جاوے جس میں مشاہیر علماء مضامین لکھا کریں اور یکجا کر کے مشتہر کئے جایا کریں۔ پھر مضامین کی فہرست دی ہے۔ اور منجملہ ان کے اہم مضمون یہ رکھا ہے کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور معارف و حقائق پر مضمون لکھے جائیں۔ اور دوسری کتابوں سے اس کی ترجیح ثابت کی جاوے غرض بڑا لمبا اشتہار ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کے نام آیا انہوں نے ازبس پسند کیا اور مجھے اپنے ساتھ متفق کیا ہم نے یہ خیال کیا کہ اب ہم لکھنؤ کے جلسے کی طرح اس میں بھی مضامین لکھ کر غالب آ جائیں گے۔

ہاں اس میں مضامین کی سرخی میں یہ بھی تھا کہ الہیات اور نبوت پر بھی مضامین ہوں۔ ہم نے یہ سوچا کہ وہ لوگ لکھ ہی کیا سکتے ہیں۔ یوں اس سارے سلسلہ میں رسالہ میں سے سب سے زیادہ ہمارے مضامین شائع ہوں گے۔ غرض ہم ازبس خوش ہوئے اور پھر شام کے وقت بڑے فخر اور جوش اور خوشی سے بہ معیت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی حضرت نے فرمایا

ہم کوئی کام ان لوگوں کی وساطت اور معیت سے کرنا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ زمینی ہیں۔ ان کے اغراض کبھی خالص اور صحیح ہو نہیں سکتے۔ اور خدا تعالیٰ نے کبھی روا رکھا ہی نہیں کہ اس کا کام مادی اور زمینی آدمی کا مرہون منت ہو۔ فرمایا

آپ گھبرائیں نہیں ہمارا سلسلہ کامیاب ہوگا۔ اور ضرور ہوگا اور آسمانی راہوں سے ہوگا۔

فرمایا (مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر) کہ ایک سوال شبلی سے کریں۔ اگر وہ اس کا جواب دے تو خوشی سے شامل ہونے کو تیار ہیں اور وہ یہ ہے کہ

قرآن اپنی تعلیم سے انسان کو کیا بناتا ہے اور کہاں تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اور اس کی علت غائی کیا ہے اور اس کے پیروں میں اور دوسرے مذاہب کے پیروں میں آخر کار بہ لحاظ اعمال اور مدارج **کے مابہ الامتیاز اور فارق کیا پیدا** ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا

مجھے ان لوگوں کی کارروائیوں سے شدید قبض پیدا ہوتی ہے میں صاف دیکھتا ہوں کہ ان کا تعلق اس خدائے قادر مطلق سے قطعی نہیں جس کے سہارے سے ہم جیتے ہیں اور اس پر امیدیں باندھے بیٹھے ہیں۔ غرض مولوی صاحب تو اس قدر نادم اور خجل ہوئے کہ نیچے ہی دبتے چلے جائیں اور میں بھی از بس شرمندہ ہوا۔ اور افسوس آیا کہ ہماری معرفت اور علم کیا سطحی ہے۔"

یہ واقعہ تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں اس امر پر پوری روشنی ڈالتا ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ مل کر کہاں تک کام کر سکتے ہیں۔

ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات و شخصیت کی وجہ سے ایسا کہہ سکتے تھے لیکن اب شاید اس کی ضرورت نہ ہو۔ مگر ایسا خیال محض ناواقفی اور جہالت کا خیال ہوگا۔ جو طریق تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعلیم کیا اور اپنے طرز عمل سے بتایا۔ وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔

دنیا میں اسلام کی شوکت و جلال اور اس کی صداقت و کمال کے ظاہر کرنے کا یہی طریق ہے کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے لیکن اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو آج صداقت اسلام کے لئے اور راستہ نہیں ایسی حالت میں اس کا اخفا کیونکر ہو سکتا ہے۔

اور پھر یہ غرض دوسروں سے مل کر کیونکر پوری ہو سکتی ہے۔

اتفاق و اتحاد فی نفسہٖ اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ مگر یہ وہی اتحاد ہے جو ایک ہاتھ پر **واعتصموا بحبل اللّٰہ** کے حکم و ارشاد کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔

غرض وہ زمانہ ہی عجیب زمانہ تھا جسکی یاد آکر تڑپا جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبعین میں ایک ایسی روح پیدا کرنی چاہتے تھے کہ وہ دوسروں میں اپنے اخلاق اور اعمال کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ان کے آثار و علامات کے ساتھ ممتاز ہوں

پھر آپ کے صحابہ کرام کی سیرتوں پر نظر کرو حضرت حکیم الامۃ اور حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہما جیسے عالم و عارف جیسے عالم و عارف انسان کس فروتنی کے ساتھ اپنی کمزوری اور غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔

"دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے، میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔

انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ شرک ظلم اور ہر ایک بد عملی و ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ملفوظات و تاثرات نور

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ملفوظات و تاثرات کے لئے یہ باب قائم کیا گیا ہے اور اسی ذیل میں حیات نور والے اوراق بھی شائع ہوتے رہیں گے انشاء اللہ العزیز۔ اس سلسلہ میں جب عرفانی الکبیر کچھ لکھیں گے تو ان کا نام دیا جائے گا اور جب کسی وقت میرے جمع کردہ ملفوظات ہوں گے تو کسی نام کا اندراج نہ ہوگا

(خالد عرفانی)

حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ نے احمدیت میں داخل ہو کر کیا پایا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے برکات و ثمرات کا باب بہت وسیع ہے اور انشاء اللہ وقتاً فوقتاً اس کے بعض اوراق شائع ہوں گے۔ سب سے بڑی برکت جو حضرت نور کو اس بیعت کے ثمرہ میں عطا ہوئی وہ یہ کہ سب سے پہلا وہ شخص تھا جس نے بیعت کی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے

اس کا پہلا خلیفۃ المسیح بنایا

یہ تو خلاصہ ان انعامات کا جو حضرت نور پر ہوئے مگر میں یہاں ان کے ایک خاص فائدہ کا ذکر کرتا ہوں اور اس کو بیان کرنے والا ایک صادق۔ ثقہ اور فدائے اسلام راوی ہے جن کا نام حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ عنہ۔

حضرت مولوی حسن علی صاحب پہلے مسلم مشنری تھے جنہوں نے اشاعت اسلام کے لئے ترک ملازمت کیا اور تمام ہندوستان میں پھر کر انگریزی زبان میں صداقت اسلام پر لیکچر دیئے اور بالآخر وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ان کے خاندان کے افراد اس وقت معزز عہدوں پر ممتاز ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ یہ مرحوم و مغفور مولوی اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس بھاگلپور کا خاندان ہے جو میرے سامنے احمدی ہوا۔ اور ان کے بچے جو آج بڑے ممتاز عہدوں پر ہیں میرے سامنے نہ صرف بچے تھے بلکہ قادیان میں تعلیم بھی پاتے تھے۔ اور انہوں نے جو کچھ پایا سلسلہ کے ذریعہ سے پایا۔ اللّٰھم زد فزد

یہ ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ تھا اور راجہ دھیان سنگھ کی حویلی میں ہوا تھا۔ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ بھی مدعو اور لیکچرار تھے۔

وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ گویا میں اس وقت بھی اسے دیکھ رہا ہوں حضرت حکیم الامت نے اس جلسہ میں

سورۃ نور

کی اس آیت پر تقریر فرمائی:-

مثل نورہ کمشکوٰۃ الآیۃ

آپ کی تقریر کے پہلے چند فقرے مجھے خوب یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا

اس جلسہ میں مشرقی اور مغربی خیالات اور علوم کے واقف جو نئی روشنی کے لوگ کہلاتے ہیں جمع ہیں۔ مگر میں ان کے سامنے ایک ایسی سادہ روشنی کا ذکر کروں گا جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے یہ کہکر کی ہے کہ

لا شرقیۃ و لا غربیۃ

اور اس سلسلہ میں فرمایا جس کا مفہوم مجھے یاد ہے الفاظ بھی قریباً ایسے ہی تھے۔ کہ وہ مشرق و مغرب دونوں کو بلکہ ساری دنیا کو بیک وقت نور بخشتی ہے اور اس کا مرکز نور قرآن کریم ہے۔

تقریر مسحور کن تھی۔ اور کچھ یہ خاص اثر تھا۔ اس جلسہ کا ہی مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے ذکر کیا ہے۔ اسی جلسہ میں مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی بھی مدعو تھے۔ اور مولانا حسن علی صاحب اسی فرودگاہ میں ترسیل تھے جہاں وہ تھے تائید حق میں مولانا نے ان کے نام کے بغیر اس کا ذکر کیا ہے۔

میں اس امر کو بھی بیان کرنا ایک اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے فرودگاہ پر جو ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوا اس کے محرک حضرت خواجہ کمال الدین غفر اللہ لہ تھے۔ وہ بڑے اخلاص سے نئے نئے احمدی تھے۔ اور مقبول طبیب تھے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب بھی ان کی تعریف کرتے تھے۔ اور اسی سلسلہ میں حضرت اقدس کا ذکر شروع ہوا یہ نوٹ میں نے اظہار بیان کے لئے لکھا ہے۔ اب جو کچھ حضرت مولانا حسن علی صاحب نے کہا ہے ان کی زبان سے سنو۔

(عرفانی الکبیر)

۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ میں مجھ کو شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پر میں اس عالم و مفسر قرآن سے ملا جو اپنی نظیر اس وقت سارے ہند کیا بلکہ دور دور تک نہیں رکھتا۔ یعنی مولوی حکیم نور الدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ۱۸۸۷ء کے، پنجاب میں بھی حکیم صاحب ممدوح کی بڑی تعریفیں سن چکا تھا۔

غرض حکیم صاحب نے انجمن کے جلسے میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کرکے ان کے معنے و مطالب کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ کیا کہوں اس بیان کا مجھ پر کیا اثر ہوا۔ حکیم صاحب کا وعظ ختم ہوا اور میں نے کھڑے ہو کر اتنا کہا کہ مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا اور اہل اسلام کو چاہئے فخر ہے کہ ہمارے درمیان میں اس زمانہ میں ایک ایسا عالم موجود ہے۔

جب رات کو میں اپنی قیام گاہ پر آیا۔ وہاں ایک نامی لیکچرار صاحب بھی قیام پذیر تھے۔ ان کی ملاقات کو بہت سے حضرات جمع تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعوائے مسیحیت کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ موافقین اس جلسے میں بہت کم تھے زیادہ مخالفین ہی تھے۔ مخالفین نے بہت سے الزامات حضرت مرزا صاحب کے بارے میں پیش کئے مگر میں چپ چاپ سنتا رہا۔ جب رات کو نماز کے لئے اٹھا میں نے دعا کی کہ خداوندا مجھ کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ کیسا ہے۔

اس میں آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب دیکھا ایک بزرگ تشریف لائے ہیں اور مجھ سے سوال کیا کہ "کیا تم مرزا غلام احمد صاحب کے بارے میں پوچھتے ہو" میں نے کہا "ہاں!" تو انہوں نے کہا ایک تھیے کی روئی کیا چھوٹی کیا موٹی۔ اتنا سنا تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ صبح کو میں نے احباب سے تذکرہ کیا اور خواب کا حال سنایا مجھ کو اس، خواب کی تعبیریں بتائی گئیں۔ کسی نے کہا تمہاری روح کی بناوٹ اور جناب مرزا صاحب کی روح کی بناوٹ ایک ہی طرح کی ہے۔ صرف درجے کا فرق ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اور مخالفین دونوں مسلمان ہیں۔ لوگ ناحق تکفیر کر رہے ہیں۔

روئی سے مراد مسلمان ہوتا ہے۔ چھوٹا اور موٹا ہونا صرف مراتب کا بتانا منظور ہے۔ ایک تعبیر یہ بتائی گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مثیل عیسیٰ دونوں ایک ہی ڈھنگ کے ہیں۔ گویا ایک توے کی روئی ہیں۔ یعنے مرزا صاحب کا دعوےٰ سچا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

میری خواہش تھی کہ جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب سے، ملاقات کرتا لیکن مولوی صاحب ازراہ کرم خود اس خاکسار سے ملنے آئے ہیں۔ میں نے ان سے تنہائی میں سوال کیا کہ مرزا صاحب سے جو آپ نے بیعت کی ہے اس میں کیا نفع دیکھا ہے۔ جواب دیا

ایک گناہ تھا جس کو میں ترک نہیں کر سکتا تھا جناب مرزا صاحب سے بیعت کر لینے کے بعد وہ گناہ نہ صرف چھوٹ ہی گیا بلکہ اس سے نفرت ہو گئی۔ جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب کی اس بات کا مجھ پر ایک خاص اثر ہوا حکیم صاحب مجھ سے فرماتے رہے کہ

قادیان چل لیکن بن گیا

حقائق و معارف قرآنیہ کا سلسلہ

(خدام الاحمدیہ کیلئے)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدام کے سالانہ اجتماع پر اپنی افتتاحی تقریر میں قرآن مجید پر تدبر اور اس کی تلاوت پر زور دیا ہے۔ اور اس قوت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جو قرآن مجید پر فکر و غور سے پیدا ہوتی ہے آپ کی تقریر دوسری جگہ درج ہے میں ایک عرصہ سے احباب جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ میں اس مقصد سے میں نے قرآن مجید کے حقائق و معارف کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس سلسلہ میں اب تک چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ (۱) اسماء القرآن فی القرآن (۲) قرآنی دعاؤں کے اسرار ان دو کا اشتہار دوسری جگہ درج ہے۔ (۳) البیان فی اسلوب القرآن اعجاز القرآن ما ثبت بالقرآن میں خدام الاحمدیہ کے ممبروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان کتابوں کو پڑھیں تو انشاء اللہ العزیز قرآن کریم کی قدر و منزلت معلوم ہو گی اور اس کے فہم و تدبر کی توفیق۔ میں صرف خدام الاحمدیہ کے ایک سو ممبروں یا شاخوں کے لئے آخر نومبر تک اس مکمل سٹ کو انہیں نصف قیمت پر دوں گا محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ پورے سٹ کی قیمت ہے خدام الاحمدیہ کیلئے علاوہ محصول ہے ہوگی۔ خدام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ قیمت لاگت سے بھی کم ہے میں چاہتا ہوں کہ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں درخواستیں دفتر الحکم عید گاہ روڈ کراچی ۱ کے پتہ پر ارسال کریں۔ یاد رہے کہ ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء کو یہ رعایت ختم ہو جائیگی۔

خاکسار: عرفانی الکبیر

جناب مولوی محمد علی صاحب کی وفات

اذکروا موتاکم بالخیر

۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو مکرم مولوی محمد علی صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے کراچی میں انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔
ذاتی طور پر مجھے مولانا کی وفات کی خبر سے ایسا صدمہ ہوا گویا میرا ایک عزیز بھائی فوت ہو گیا اور یہ خیالی بات نہیں ایک حقیقت ہے ہم سالہا سال تک ایک ہی روحانی باپ کے زیر سایہ بڑھے اور جوان ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع ہونے کے بعد ہم خلافت اولیٰ کے عہد میں ایک ہاتھ پر جمع رہے خلافت ثانیہ کے آغاز کے ساتھ مکرم مولوی صاحب ہم سے بعض علمی اختلافات کی بنا پر الگ ہو گئے۔ ان اختلافات کی کیا حقیقت ہے اس پر اسوقت بحث کرنے کی ضرورت نہیں وہ اب فوت ہو چکے اور ہم اسی راستہ پر جو موت کو قریب کر رہا ہے جا رہے ہیں۔ ان کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ سے ہے مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سند رجہ بالا ارشاد کے زیر نظر ان کی خوبیوں کا ذکر کرنا ہے۔
بعض اوقات اختلاف رائے کو لوگ مخالفت اور عداوت کا ذریعہ ٹھیرا لیتے ہیں مومن کی یہ شان نہیں ہو سکتی۔ مومن کسی کے ساتھ عداوت بھی ہو تو انصاف کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ بلکہ عدل کا ترک مجرم بنا دیتا ہے۔ میں نے جناب مولوی صاحب کو ۱۸۹۹ء سے بہت قریب سے دیکھا اور پڑھا ہے ہم نے مل کر کام کیا ہے وہ سلسلہ احمدیہ میں اخلاص اور سچی عقیدت لیکر آئے تھے انہوں نے سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی اور قدردانی کو حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارشادات اور تحریریں مولوی صاحب کے متعلق موجود ہیں ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ان پاک کلمات کی بنا پر میں مرحوم کیلئے ہمیشہ احترام کے جذبات رکھتا رہا ہوں۔ باوجودیکہ متعدد دفعہ ان کے بعض خیالات کی تردید میں بہت کچھ لکھا لیکن اللہ علیم جانتا ہے کہ ان میں بغض اور کینہ نہ تھا۔ ان کی خدمات کو میں نے کبھی فراموش نہیں کیا انقلاب کے بعد گویا ان سے جنگ تھی یا ان جب کبھی میں لاہور رہا تو ان تمام عزیزوں سے ملتا اور ہم بھائیوں کی طرح ملتے اختلاف پر بحثیں بھی کرتے۔ مگر جب اٹھتے اور جدا ہوتے تو اپنے قلوب میں اس محبت اور اخوت کے جذبات کو ابھرتے اور قدیم تعلقات کی لہروں کو اٹھتے ہوئے محسوس کرتے۔

مکرم مولوی محمد علی صاحب اپنی علمی قابلیتوں میں اپنے تعلیمی ایام میں ہمیشہ ممتاز رہے اور اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے رہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں بھی ایک دیندار اور نیک نفس نوجوان تھے۔ اور اس وجہ سے وہ اپنے ہم جماعتوں اور اساتذہ میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے میں ان سے واقف تو اس وقت ہوا جب وہ اسلامیہ کالج لاہور میں مقرر ہوئے تھے مگر اصل تعلق کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب وہ سلسلہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب ریاست کپورتھلہ کے ایک گاؤں مرار نام میں ایک معزز اور دیندار زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حافظ فتح الدین صاحب قرآن مجید کے حافظ تھے اور اپنی علاقہ سے تعلق رکھنے والے ایک مولوی محمد صاحب لودہانہ میں تھے ساتھ مولوی محمد فاروق صاحب کے مکتب میں فصول اکبری۔ شافیہ۔ اور مشکوٰۃ میں ہم سبق تھے اور آخر میں وہ حکیم الامتہ کے پاس جموں چلے گئے تھے اکثر تبع قادیان بھی آتے تھے۔
غرض مولوی صاحب نے ایک دیندار خاندان میں جنم لیا اور اپنی تعلیم کو کمال تک پہنچا دینے کے بعد جب انہوں نے دنیا کے میدان میں قدم رکھا اور اپنے سامنے اپنی عہد تعلیم کی امنگوں اور تمناؤں کو دیکھا اگر وہ اس راستہ پر چلتے تو کچھ شبہ نہیں وہ ایک کامیاب دنیا دار ہوتے۔ حکومت وقت کے کسی اعزاز عہدے پر ممتاز ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کے لئے کچھ اور مقدر کر رکھا تھا۔ وہ سلسلہ میں داخل ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں۔ اور اس نوجوان نے لبیک کہا اور سچے دل سے کہا۔ ان تمام تمناؤں اور ارادوں کو ترک کر دیا اور سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں قلم لے کر خدمت اسلام کا عہد کر لیا۔ اور موت کے دن تک اس خدمت کو سرانجام دیا۔ انکی علمی اور قلمی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ میں ان کے حالات پر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تفصیل سے لکھوں گا۔
ان سے اختلاف الگ چیز ہے اس کے لئے میں یا اور کوئی مجاز نہیں کہ محض اس بنا پر انکی خدمات کو اب جبکہ وہ دنیا میں نہیں نظر انداز کرے جو خدمات انہوں نے سلسلہ کی ۱۹۱۴ء تک قادیان میں رہ کر کی وہ شاندار ہے اور نوجوانوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ کہ وہ اسی عزم اور جوش اور اخلاص سے اپنی قابلیتوں کو استعمال کریں۔
خلافت ثانیہ کے آغاز میں انہوں نے اختلاف کیا اور الگ ہو گئے ایک جماعت کو الگ کر کے کام شروع کیا اور آخر وقت تک وہ اس میں سرگرم رہے۔ اور جو سلسلہ تصنیفات کا انہوں نے شروع کیا تھا اسے آخر وقت تک قائم رکھا۔
اور کچھ شک نہیں کہ انکی تالیفات نے دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف زبانوں میں شہرت حاصل کی یہ سب کچھ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے پایا۔ ہمارے اختلافات انکے ساتھ ختم ہو گئے ہم حضرت مسیح موعود میں ہو کر ایک ہی باپ کے بیٹے تھے۔ اور اب انکی وفات پر اسیطرح صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ جیسے ایک عزیز کی موت پر ہوتا ہے۔
اختلافات صحابہ کرام میں بھی ہوئے اور وہ بعض اوقات جنگوں کی صورتیں بھی نظر آتے ہیں لیکن قرآن کریم نے نزعنا ما فی صدورہم من غل۔ وہ بالا خر سینہ صاف تھے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی وہی صفائی اور پاکیزگی پیدا کرے مولوی صاحب اپنی عمر پوری کر کے فوت ہوئے لیکن اگر وہ کچھ اور جیتے تو اچھا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں اب موت کا وقت ہی آگیا تھا۔ ہم بھی گذر جائیں گے اور پھر اور نسلیں آئیں گی اور گذر جائیں گی۔ اور سلسلہ کی تاریخ میں مکرم مولوی محمد علی صاحب کے کارناموں کا تذکرہ باقی رہیگا میں ان کے خاندان کے ساتھ اخلاص سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور ان کے غم میں برابر شریک ہوں۔ مجھے ان سے اختلاف تھا لیکن میرے دل میں ان کے لئے محبت تھی۔
اللہ تعالیٰ انکی کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے اور انکو اپنے فضل و رحمت کے دامن میں چھپا لے اور مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ ماجور ہوں گے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعزیت کرتا ہوں۔

قرآن مجید ہی ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ آسمانی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کی افتتاحی تقریر میں خدام کو نہایت اہم امور کی طرف توجہ دلائی جنمیں سے ایک سلسلہ کے اصل مرکز قادیان کے لئے ایسا درد پیدا کرنا جو ہر قربانی کی قوت عطا کرتا ہے دیا درد جو جذبات محبت کو ابھارتا ہے مگر دامن صبر کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ دوسرا قرآن کریم کی محبت اور اس کے ساتھ علمی عملی۔ اور عرفانی تعلق پیدا کرنا جو تلاوت اسی پر تدبر اور عمل کا دوسرا نام ہے اس سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو انسانی قلوب کی تسخیر اور خدا کی بادشاہت کے قیام کے قابل بناتی ہے۔ میں عزیز صاحب المفضل سے اس افتتاحی تقریر کو درج کرتا ہوں۔ (خالد عرفانی)

ربوہ ۲۱ اکتوبر سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آج لوائے تین بجے بعد دوپہر خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر حضور نے احمدی نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و فکر کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں کیونکہ قرآن مجید کے ساتھ تعلق قائم کئے بغیر کبھی بھی اخلاق صحیحہ پیدا نہیں ہو سکتے اور جب تک اخلاق صحیحہ پیدا نہیں اسوقت تک دنیا میں ہرگز وہ روحانی تغیر پیدا نہیں ہو سکتا جو دنیا کے تمام مصائب کا واحد حل ہے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد چوہدری عبد الباری صاحب بی اے نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام سے ان کا عہد لیا۔ اور پھر تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں حضور نے فرمایا میں نے متواتر اس بات پر زور دیا ہے کہ ایک عالمگیر جماعت کیلئے ضروری ہے کہ مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں وہ اپنے مرکز قائم کرے۔ مرکز کے لحاظ سے ربوہ ہی اور جیسا کہ بار بار بتا رہا ہوں ان کے علاوہ مختلف ملکوں میں بھی مرکز قائم ہوتے چلے جائیں گے۔ لیکن مرکزی حیثیت سے ہمارا اصل مرکز قادیان ہی ہے اور جو نقطہ دیکھا ہے وہ عارضی یا ماتحت مرکز نہیں ہو سکتا۔ اور دنیوی مرکز کی یاد تو دنیوی مراکز سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یہ یاد لیں بلا شبہ درد پیدا کرتی ہے مگر مومن کی یہ شان ہونی چاہئیے کہ وہ اس درد کو چھپائے اور اپنے جذبات کو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قربان کرے۔ درد کا پیدا ہونا ایک طبعی چیز ہے یہ درد ہی تو ہے جو انسان کو اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جبکہ یہ ناجائز ہے کہ ہم صبر کا دامن چھوڑ دیں اور قادیان کے لئے بیتابی دکھانا شروع کر دیں۔ ہاں یہ امر بھی خطرناک ہے کہ ہمارے دلوں میں قادیان کے لئے کوئی درد نہ ہو۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اس کے حصول کے لئے قربانی اور کوشش ترک کر دیں گے۔ قادیان ہر حال ہمارا مرکز ہے وہ باقی نہیں کہ پاس رہنے گا جس کا وہ مرکز ہے (انشاء اللہ) لیکن ہم میں سے ہر ایک کو قادیان کے حصول کیلئے ہر قربانی پر آمادہ رہنا چاہئیے۔
اس کے بعد حضور نے قرآن مجید کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔
یاد رکھو تمام علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے اسکے ساتھ تعلق قائم کئے بغیر تم ہرگز صحیح علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر انسان ذاتی خیالات و افکار کے دائرہ میں محدود ہے۔ وہ کبھی بھی تمام افراد کے تمام افکار پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی بنائی ہوئی کتابیں بھی علم کے ایک محدود دائرے کے اندر رہتی ہیں۔ لیکن قرآن مجید اس ہستی کی طرف سے اترا ہے جس کو تمام افراد کے تمام جذبات و خیالات کی گہرائیوں کا کامل علم ہے۔ اس لئے ہر قسم کے علوم اور ہر قسم کے استعداد رکھنے والے افراد کی ضروریات کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور تمام افراد اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فکر خیال اور حالات کی ہر تبدیلی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے والے کے لئے ایک نیا روپ بدل لیتا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے نوجوان علم و عرفان کے اس غیر محدود منبع کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے زمانے کیلئے نہیں ہے حالانکہ انہیں علم نہیں آج بھی قرآن مجید ہی دنیا کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے دنیا نے امن کے قیام کے لئے کتنی کوششیں کیں۔ کبھی لیگ آف نیشنز بنی۔ اور کبھی یو نائیٹڈ نیشنز لیکن وہ ناکام ثابت ہو رہی ہیں اس لئے کہ ان کوششوں کی بنیاد روحانیت پر نہیں رکھی گئی اور ان میں اپنے اپنے مفاد اور حق کو مقدم رکھا جاتا ہے درامن دنیا کے مصائب کا حل اخلاق صحیحہ کے قیام پر مبنی ہے اور اخلاق صحیحہ دنیاوی کوششوں سے نہیں۔ بلکہ قرآن مجید ہی کی بتائی ہوئی تعلیم سے قائم ہو سکتے ہیں۔ پس قرآن مجید پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالو اور پھر قرآن مجید پڑھانے کی عادت ڈالو جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے علوم اور برکات کے دروازے تم پر کھولدے گا۔ اور ہر بار جب تم اسے پڑھو گے۔ تو نئے مطالب اور نئے علوم تمہیں نظر آئیں گے۔
ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے لوگ ملکوں کو فتح کرتے ہیں مگر ہم نے تو ساری دنیا کو فتح کر کے اس میں خدا کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ اتنا بڑا اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک کہ اس کام کے مطابق ہم طاقت حاصل کر لیں وہ طاقت ہمیں قرآن مجید ہی دے سکتا ہے۔ چونکہ یہ عظیم الشان کام ہمارے ہاتھوں سے ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی طاقت حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ممکن بنا دیا ہے یہ ہماری بدقسمتی ہوگی اگر ہم استعداد رکھتے ہوئے بھی اسے حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

"بھائیوں سے کہونگا کہ وہ اس موت سے ایک سبق لیں ایک بزرگ کی موت پر وہ ہم سے جدا ہوئے تھے۔ اور اسی موت کے ذریعہ پھر اسی ہاتھ پر جمع ہو جاؤ جس کو اس وقت تم نے رد کر دیا تھا۔ میں اس عہد قدیم کی ایک آواز ہوں۔ میں تمہیں اس روشنی کی طرف بلاتا ہوں جو خدا کی طرف سے آئی ہے۔ بھول جاؤ اس اختلاف کو اور مل کر کام کرو تا کامیابی کا دن قریب ہو میں پھر کہتا ہوں کہ میں عصر سعادت کی ایک ۹۴ واں ہوں۔
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے (عرفانی الکبیر)

خیالات و مقالات

قومی ترقی کسطرح ہوسکتی ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری قومی ترقی صحیح طریقے سے اس وقت ہوسکتی ہے جبکہ ہم اپنے مذہبی اصول پر قائم رہیں۔ اور ان ہدایات پر عمل کریں جو ہماری رہنمائی کے لئے کیگئی ہیں اور اپنے علوم سے اپنی تہذیب وتمدن سے اپنے اخلاق سے واقف ہوکر ہمیشہ ان اصول عمل کرتے رہیں جو تیرہ سو سال سے ہمارے پاس ہیں اگر کسی طبقہ میں سو میں سے پچاس آدمی بھی ایسے نظر آئیں جو ہر روز اسی خیال کو دل میں رکھ کر اپنے عمل میں لاتے ہوں تو میں یہ باور کروں گا وہ طبقہ حقیقی ترقی کے راستے پر ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ غیروں کے علوم نہ سیکھیں نہیں ان کے علوم ضرور سیکھو جو کوئی عمدہ چیز دوسروں سے مل سکتی ہے اس کو حاصل کرنا چاہئے۔ لیکن اصل قوت اپنے پاس ہی سے مل سکتی ہے دوسرا نہیں دے سکتا یورپ خود یہ کہہ رہا ہے کہ وہ ہم کو ہر چیز نہیں سکھا سکتا نہ بہت ساری کام کی باتیں ہم کو بتا سکتا ہے لیکن جو کچھ خود ہمارے پاس ہے وہ ہم کو نہیں دے سکتا۔ (سر نظامت جنگ)

فروعی اختلاف رحمت ہوسکتے ہیں۔

ہم میں فروعی طور پر اختلافات ہیں۔ لیکن ان کا ہونا تو ترقی کی روح رواں ہے۔ لازمۂ تمدن و تہذیب ہے یہی وہ اختلاف ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت فرماتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے کہ جس کے نہ ہونے سے قوم میں جمود پیدا ہو جاتا ہے جس سے قوم فنا کی طرف جاتی ہے غرض یہ وہ اختلافات ہے جو دنیا کی ہر مثمر چیز کے اجزا ہیں درختوں کی شاخوں کی طرح پیدا ہوتا ہے اور اسے کمال تک پہنچا دیتا ہے لیکن شاخیں تب ہی زندہ رہ سکتی ہیں جب ان کا مستحکم تعلق سے ہو وہ ایک دوسرے کی معاون ہوں۔ وہ درخت پھل لاتا ہے جس کا یہ غرض متحدہ میں شامل ہوتا ہے۔

(خواجہ کمال الدین۔ مرحوم و مغفور)

عقل اور جذبات

اللہ تعالے نے انسان کو کئی طاقتیں دی ہیں جن میں سے ایک طاقت عقل ہے اور ایک جذبات کی ہے تمام انسانی کاموں میں عقل اور جذبات ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور جس کام میں سے کوئی چیز مفقود ہو وہ خراب ہو جاتا ہے اگر جذبات کو دنیا کو مٹا دیا جائے تو فنا کچھ بھی نہیں رہتی مثلاً عقل اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کرتی کہ انسان اپنے مذہب کی کتاب کے اوپر بیٹھ جائے یا ایسے گندے مقام پر رکھ دے یا کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف پاؤں کرکے بیٹھ جائے تو عقل اس کی طرف کوئی اعتراض نہیں کرتی۔ مگر جذبات وہاں ضرور معترض ہونگے اور عقل سے صاف کہدیں گے کہ یہاں تمہارا دائرہ عمل ختم ہے اور ہمارا شروع ہوتا ہے پس یہ دونوں جذبات اور عقل ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور جو بھی انکو آگے پیچھے کرنیکی کوشش کریگا وہ ناکام رہے گا۔ اور اچھے نتائج نہیں پیدا کر سکے گا۔ ہاں ایک مقام پر جاکر عقل مٹ جایا کرتی ہے اور وہ مقام توحید کامل کا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل کی ضرورت ہی وہاں نہیں رہتی۔ بلکہ جذبات بہت کامل ہوجاتے ہیں۔ اور عقل بھی ان میں شامل ہو جاتی ہے یہ مقام عام انسان کو جنت میں جاکر حاصل ہوتا ہے۔ وہاں عقل کا کوئی کام نہیں بلکہ سب کچھ جذبات کے ماتحت ہوگا اس میں غلطی کا احتمال نہ ہوگا لیکن جن لوگوں کو اسی دنیا میں جنت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے وہ جو کام بھی کرتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور خاص

کُن کا مقام دیا جاتا ہے۔

(حضرت امام) جماعت احمدیہ

عزت کا صحیح مقام

اب کسی انسان کی بلندی و برتری اس میں نہیں ہے کہ وہ اونچے گھرانے یا شاہی خاندان میں پیدا ہوا ہے اور نہ اس وجہ سے کوئی لائق حقارت ہے کہ وہ ایک غریب اور فلاکت زدہ گھر میں پیدا ہوا بلکہ انسان کی عزت کا صحیح معیار

صرف عمل صالح ہے

یعنے اسلام کے نزدیک ایک نیک اعمال فقیر ایک ظالم جابر اور بدسیرت حکمران سے کہیں زیادہ قابل عزت ہے آج خواہ کوئی قوم اس کا اقرار کرے یا نہ کرے اس نے اسلامی تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن جب اس کا مذہب اس پاکیزہ تعلیم سے خالی ہے اور اس کی تعلیم یکسر وحشت و جہالت کا مرقع ہے تو اس کے تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں کہ اس نے اپنے مذہب و معاشرۃ و خیالات میں جو تبدیلیاں کی ہیں وہ نتیجہ ہیں اسلام کی مناسب فطرۃ ہمہ گیر تعلیم کا جو غیر محسوس طور پر دلوں میں گھر کر رہی ہے اور ہر قوم بہت سے تلخ تجربوں کے بعد آخر کار اس پر مجبور ہوئی ہے کہ عملاً اسلامی اصول کی پیروی کریں اسی تعلیم کا اثر ہے کہ حکومتوں کا نظام بدل رہا ہے اور آئین معاشرت و اعمال میں زبردست تبدیلیاں عمل میں آرہی ہیں۔ اور انسان نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اس پر دوسروں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ اور اس کا فرض ہے کہ

دوسروں کی فلاح کیلئے

بھی کچھ کام کرے۔

از

مولوی اکرام اللہ خانصاحب ندوی

اسلام کا اعلان امن

ڈاکٹر لیبان فرانسیسی مستشرق نے اشاعت اسلام کے متعلق ثابت کیا ہے کہ وہ کبھی جبراً تلوار سے نہیں پھیلایا گیا۔ اسی سلسلہ میں اس نے فتح بیت المقدس کے موقعہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک منادی کا ذکر کیا ہے۔ وہ اعلان امن عامہ مندرجہ ذیل تھا۔

"یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندہ امیر المؤمنین عمرؓ نے بیت المقدس کے لوگوں کو دی ہے۔ اس امان کا تعلق ان کی جان و مال کلیسا صلیب۔ تندرست اور بیمار اور تمام مذاہب والوں سے ہے اس طرح پر کہ ان کی عبادت گاہوں میں نہ سکونت کی جائے گی نہ وہ منہدم کئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ان کے احاطہ وغیرہ کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ انکی صلیبوں اور مال میں کمی نہیں کیجائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ ان میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ الاخرہ (طبری)

الحکم یہ ہے اسلامی روح حکومت پاکستان اور ہندوستان کی حکومتیں اس پر غور کریں۔

ہندوستانی حکومت میں مساجد کی بے حرمتی اور انہدام جو کچھ بھی ہوا ہے۔ آئندہ زمانہ کا مورخ

آنیوالی نسلوں کے سامنے اسے پیش کرنے کا موقع جب پائیگا پائیگا۔ اس وقت بھی ان واقعات کے انتہاست ذلت کے مارے بے اختیار ہر ذی حس شخص کا سر جھک جاتا ہے (عرفانی الکبیر)

اسلام اور گداگری

گداگری روح اسلام کے خلاف ہے اسلام اپنے فرزندوں کو روح نفس کی تعلیم دیتا ہے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانیکو ذلت قرار دیتا ہے اور اسے شیوہ کفار قرار دیتا ہے۔

اسلام دنیا کو میدان عمل ظاہر کرتا ہے اور ہر شخص سے ہاتھ پاؤں ہلانے کی توقع رکھتا ہے

اسلام بھیک مانگ کر کھانے پر لکڑیاں ڈھو کے پیٹ بھرنے کو ترجیح دیتا ہے یہ گمان نہ کیا جائے کہ اسلام میں صدقات وخیرات کا وجود نہیں اسلام سے زیادہ صدقات وخیرات پر کس مذہب نے زور دیا ہے اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ستون ہی صدقہ ہے لیکن اسلام نے مستحقین صدقات کی تحدید میں سخت احتیاط سے کام لیا ہے وہ چاہتا ہے کہ صدقات صرف ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچیں جو اس کے حقدار ہیں۔

(سجاد میرٹھی)

(بیت بحر لکھنوی)

ٹوکری سر پہ مشقت کی ہے تاج سروری
سایہ بال ہما۔ سایہ ہے برگ کاہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون

کیا مسلمانوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ انکے رسول اللہ اور اسکے حکموں کے آگے جھک جائیں اور غفلت و نافرمانی سے باز آئیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جن کو مسلمانوں کیطرح کتاب الٰہی دی گئی تھی (یعنی یہود) لیکن جب ایک بڑی مدت گزر گئی تو غفلت میں رہتے رہتے ان کے دل سخت ہوگئے احساس جاتا رہا۔ غیرت وحمیت مٹ گئی۔ سچے دلوں کی وہ نرمی اور اثر پذیری نہ رہی جو صدائے حق سنتے ہی چونک اٹھتی ہے

فھل من مدکر۔ (قرآن کریم)